قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا
أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ
عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝
وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝
فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ
يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ
لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝

اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیبؑ قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ۔ کہا کیا اگرچہ کہ ہم بیزار ہوں ٭ ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں بعد اس کے کہ اللہ نے اس سے ہمیں بچایا ہے اور ہم مسلمانوں میں کسی کا کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے ٭ اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ اگر تم شعیبؑ کے تابع ہوئے تو ضرور تم نقصان میں رہو گے ٭ تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ٭ شعیبؑ کو جھٹلانے والے گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے، شعیبؑ کو جھٹلانے والے ہی تباہی میں پڑے ٭ تو شعیبؑ نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی تو کیوں کر غم کروں کافروں کا ٭

پ ۹ الاعراف

(۸۸/۷ تا ۹۳ ٭ ت: ک)

۸۸۔ کفار اپنے نبی شعیب (علیہ السلام) کے ساتھ اور اس زمانہ کے مسلمانوں کے ساتھ جس بد سلوکی کے ساتھ پیش آئے اور جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام کو اور مومنین کو ڈرایا دھمکایا کہ یا تو ہماری بستی چھوڑ دو یا پھر یہ کہ ہمارا مذہب اختیار کرو اور ہمارے ساتھ وفا کا معاہدہ کرو ان کی سب باتوں کا اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے خطاب تو رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ہے لیکن خطاب کا اصل رخ امت کی جانب ہے (معاذ اللہ شعیب علیہ السلام کسی بھی وقت ان کی ملت پر نہیں تھے لیکن نبی کا زمانہ قبل نبوت کیوں کہ خاموشی دور ہوتا ہے .... اس لئے مشرکین بزعم خود سمجھتے ہیں کہ

نہیں لیں ان کی ملت پر سے حالانکہ نبی سلیم فطرت اور موحدانہ کشش لے کر آتے ہیں" حاشیہ") (تفسیر ابن کثیر)

۸۹۔ (حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ہم تمہارے دین پر (کیسے) آ سکتے ہیں حالانکہ ہمارے دل تم سے اور تمہارے دین سے دل نفرت کرتے ہیں اگر ہم تمہارے دین میں آ جاویں (تو) ہم اللہ پر بڑے جھوٹ باندھنے والے ہو جائیں گے جب اللہ نے ہم کو اس دین سے بچا لیا پھر ہم اس دین میں کیسے جاویں۔ اس میں رب تعالیٰ پر صریح بہتان باندھنا ہے تمام اللہ تعالیٰ کا علم ہر ممکن واجب وغیرہ چیز کو گھیرے ہوئے ہے کوئی چیز اس کے علم سے خارج نہیں لیکن ہم نے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے تمہارے ڈرانے دھمکانے سے مرعوب نہیں ہو سکتے کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب آپ اپنی کافر قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اس قوم کو سنا کر دعا کی کہ اے ہمارے رب یہ قوم ایمان لانے کی نہیں اب میں ان سے الگ ہوتا ہوں اب تو جان اور یہ جانیں اور ظاہر ہے کہ نبی کا وسیلہ درمیان سے ہٹ جانا رب تعالیٰ کے عذاب کا ذریعہ ہے اے مولیٰ رب تو ہی ہمارے اور ان کے درمیان عملی حق فیصلہ کر دے کہ کفار کو ہلاک کر دے اور مومنوں کو نجات دے دنیا میں فیصلے کرنے والے بہت ہیں مگر تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تیرا ہر فیصلہ سچا ہے (اشرف التفاسیر)

۹۰۔ (حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے (نچلے اور زیریں طبقے سے) کہا کہ اگر تم شعیب کے پیچھے چلو گے (اور اپنے مذہب کو چھوڑ کر ان کا دین اختیار کر لو گے) تو بلا شبہ اس صورت میں گھاٹے میں رہو گے) اپنی سیدھی چال کو چھوڑ کر اس کی لائی ہوئی گمراہی اختیار کر لو گے یا یہ مطلب کہ جو دنیاوی فائدے تم کو حاصل ہوتے ہیں ناپ تول میں کمی کر کے جو نفع مل جاتا ہے وہ جاتا رہے گا (مظہری)

۹۱۔ آخر اس قوم کا بھی وقت قریب آ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے زلزلہ بھیجا کہ جس نے تھوڑی سی دیر میں ہلاک کر دیا پھر تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے۔ ایسی آسمانی مصیبت کے وقت جنبش ہوا سے بھی پیدا ہوئی ہے سو اوپر سے دھوئیں کا ابر آتشیں اور نیچے سے زلزلہ عظیم اس پر ہیبت ناک آواز بھری موت کا سامان ہے کہ جس کے تصور سے دل لرزتا ہے ایسی حالت میں انسان کی عادت ہے کہ وہ اپنا منہ چھپاتا پھرتا ہے اور زمین کو پکڑتا ہے سو اس قوم نے بھی ایسا ہی کیا ہو گا جو اوندھے گر کر اوندھے پڑے ہوئے جان نکل گئی۔ (تفسیر حقانی)

۹۲۔ جنہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا وہی خسارہ والے ہیں ان کے اپنے قول کے مطابق لیکن سزا میں مبتلا کیا گیا ہے کہ دنیا اور دین کے لحاظ سے خسارہ ہوئے۔ ان کو خسارہ نہ ہوا جنہوں نے شعیب علیہ السلام کی تابعداری کی (ف) یہاں پر کفار کی سزا پر اکتفا کر کے گویا تصریح کر دی کہ نجات حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے متبعین کو نصیب ہوئی (روح البیان)

۹۳۔ (اس وقت وہ ان سے منہ موڑ کر چلے) یہ ذکر اس وقت کا ہے جب قوم مبتلائے عذاب ہو چکی تھی (اور بولے اے میری قوم والو) میں نے تو تمہیں اپنے پروردگار کے پیام پہنچا دیے تھے) یعنی میں پیام رسانی کا حق ادا کر چکا (اور تمہاری خیر خواہی کی تھی) یعنی فرط شفقت سے تمہیں ہر طرح سمجھا سمجھا کر دیکھ چکا (تو اب میں کیوں کر غم کروں کافر لوگوں پر) تاسف و ملال ان کے مقدرات کا تحقق کفر اختیاری ہی کی بنا پر تھا
(تفسیر ماجدی)

* آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغضوبین مستحق ترحم نہیں ہوتے۔

معلومات مزید :

● حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرکش مغرور نافرمان اور گھمنڈی سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کے مومن متبعین سے کہا کہ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا پھر تم لوگ ہمارے مذہب میں مراجعت کرو۔ فرمایا گیا اگرچہ کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے یعنی بھلا ہم تمہارے مشرکانہ مذہب کو کیسے اپنا سکتے ہیں جبکہ ہم اس سے قطعاً بیزار و بے تعلق ہیں۔ تفسیر مظہری میں اس حقیقت کی بڑی نفیس تصریح ملتی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اگرچہ کبھی مذہب کفر پر نہ تھے (واپس لوٹنے کا کفر کی طرف واپس آجانا کوئی معنی نہیں رکھتا) انبیاء کا کافر ہونا (خواہ نبوت سے پہلے ہی ہو) درست نہیں، لیکن حضرت شعیبؑ پر ایمان لانے والے اکثر اشخاص چونکہ کفر چھوڑ کر ایمان لائے تھے اس لئے خطاب میں اکثریت کی حالت کو ترجیح دی گئی اور آئندہ جواب میں بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے اسی کو پیش نظر رکھا۔

● ایک بار ایمان کے انوار سے مالامال ہو جانے کے بعد کوئی مومن شرک و کفر کی ضلالتوں کی طرف رخ بھی نہیں کر سکتا * حق سے باطل کی طرف پلٹنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے * اللہ نے جب نجات دے دی کفر و شرک سے تو کوئی ایمان سے منہ نہیں موڑتا جب تک اللہ نہ چاہے یعنی خود اپنی مشیت سے توفیق خیر سے نہ روک دے۔ اللہ تعالیٰ قدرت کاملہ رکھتا ہے اس کا اختیار ہے وہ جو چاہے کرے * ہر شے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، * اللہ پر کامل بھروسہ * التجا کی طلب * اللہ ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

● قوم کے مغرور سرداروں نے اہل ایمان کو ڈرایا کہ حضرت شعیبؑ کا ساتھ دو گے تو نقصان اٹھاؤ گے

● قوم شعیب پر عذاب نازل ہوا۔ زلزلہ آیا تمام نافرمان اوندھے پڑے رہ گئے۔

● حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے والے ہی دراصل ہر طرح کے نقصان اور گھاٹے میں رہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کے مومن متبعین اہل نجات و سلامتی نصیب ہوئی

● حضرت شعیب علیہ السلام نے نافرمانوں سے منہ موڑا اور فرمایا کہ میں نے تو تمہاری خیرخواہی اور تم پر شفقت و شفقت میں کمی نہ کی دعوت توحید دی اللہ کے پیغام پہنچائے ہر طرح تمہاری بھلائی چاہی تم ہی نہ مانے آخر کار اپنے نتیجہ کو پا لیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ
يَضَّرَّعُوْنَ ○ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَاۗءَنَا
الضَّرَّاۗءُ وَالسَّرَّاۗءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا
فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا
بَيَاتًا وَّهُمْ نَاۗىِٕمُوْنَ ○ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ
يَلْعَبُوْنَ ○ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

اور ہم نے جس بستی میں کوئی نبی بھیجا تو وہیں کیا کہ وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں مبتلا
کیا تاکہ وہ عاجزی کریں * پھر ہم نے سختی کی جگہ راحت بدل دی یہاں تک کہ لوگ بڑھ
گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی سختی اور راحت پہنچتی ہے پھر تو ہم نے ان کو یکایک
پکڑ لیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی * اور اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم ان پر
آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انھوں نے تو جھٹلایا پھر ہم نے ان کے اعمال کی
جو وہ کرتے تھے پکڑ لیا * کیا بستیوں کے رہنے والے اس بات کا خوف نہیں رکھتے کہ ان پر
ہمارا عذاب راتوں رات آ پڑے اور وہ سوتے ہوں * اور کیا بستیوں کے رہنے والے
اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دھاڑے آ پڑے اور وہ کھیلتے ہوں
* کیا وہ اللہ تعالیٰ کی خفی تدبیر سے بے خوف ہو گئے پھر اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر تو وہ قوم ہوتی ہے
کہ جو خسارہ میں پڑنے والی ہوتی ہے۔ (۷/۹۴ تا ۹۹ ت: ج)

پ ۹ الاعراف

۹۴۔ اس بات کی خبر دی جا رہی ہے کہ سابقہ امتیں جن کی طرف انبیاء بھیجے گئے انھیں تکلیف پہنچا کر اور
شادمانی دے کر ہر طرح ہم نے آزمایا۔ بَاْسَاۗءِ یعنی بدنی تکلیف جسمانی امراض و اسقام۔ اور ضَرَّاۗءِ
وہ مصیبت جو فقر و حاجت کی ہوتی ہے تاکہ شاید کہ وہ ہماری طرف رجوع کریں، ہم سے ڈریں اور
اس مصیبت کے دور ہونے کی درخواست کریں۔ تقدیر کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سختیوں میں مبتلا
کیا تاکہ ہمارے سامنے عاجزی پیش کریں (ابن کثیر)
۹۵۔ پھر ہم نے ان کو مصیبت کے عوض امارت اور صحت دی یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے اور انعام الٰہی کی
ناشکری کرکے کہنے لگے کہ بے شک ہمارے باپ دادا وں پر بھی کبھی افلاس آیا کبھی فراخت اور مال و دولت ملا
جیسے ہم پر کبھی مصیبت آتی ہے کبھی راحت یہ عذاب الٰہی نہیں بلکہ زمانہ میں ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہا ہے کچھ ڈرنے
کی بات نہیں تم لوگ اپنے دین پر قائم رہو جس پر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس ہم نے ان کو ناگاہ مصیبت میں گرفتار

کیا اور وہ لوگ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کے وقت کو نہ جانتے تھے۔ (جلالین)

۹۶۔ یہاں یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن پر ان کے گناہوں کی نحوست نازل ہوئی اگر ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ آسمان کی برکتیں وقت پر بارش برسنا اور زمین کی برکات اچھی طرح نباتات کا اگانا کھیتی اور درختوں میں علاوہ پھول اور پھل آنا * برکت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اسباب کو بندوں کے فوائد کے موافق کردے اور بے برکتی اس کا برعکس اور یہ بات تو خاص اس نے اپنے ہی دست قدرت میں رکھی ہے یہ چیزیں بتوں کی طرح سے اس کا باتوں سے ملتی ہیں اب فرماتا ہے کہ جس طرح ہم مطیع کے لئے منعم ہیں برکات السموات والارض اس کو نصیب کرتے ہیں اسی طرح ہم عاصی و ناشکر کے لئے منتقم بھی ہیں ہمارے عذاب دنیا و آخرت سے کسی کو نڈر اور بے خوف و خطر نہ ہونا چاہیے (فتح المنان)

۹۷۔ "کیا پھر بھی ان بستیوں میں رہنے والے اس بات سے بے فکر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب جب کہ وہ رات میں غافل پڑے سوتے ہوں آجائے" مطلب یہ ہے کہ گزشتہ انبیاء کی تکذیب کرنے والی بستیوں کی تباہی اور عذاب میں گرفتاری کے بعد بھی کیا ان کافروں کو ڈر نہیں لگتا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کہ رات کو سوتے میں غافل ہونے کے اوقات میں ان پر اللہ کا عذاب ناگہاں آجائے (مظہری)

۹۸۔ یا جب یہ بستیوں والے دن دوپہر اپنے دنیاوی کاروبار اور اپنی خرافات میں مشغول ہوں اور ان کو عذاب آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہو تب بھی ہمارا عذاب آدبوچے۔ (احسن التفاسیر)

۹۹۔ "کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں" اور اس کے ڈھیل دینے اور دنیوی نعمت دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہوتے ہیں" تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے" اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ ربیع بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں آپ نہیں سوتے۔ فرمایا۔ اے نور نظر! تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سبب عذاب نہ ہو (حاشیہ کنز الایمان)

معلومات مزید:
- نزول مصائب کا سبب محض یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی موجودہ بے راہ روی سے توبہ کریں اور راہ حق اپنائیں
- جب اللہ نے مصیبت کو راحت میں بدل دیا تو ناشکروں نے کہا کہ یہ تو معمول ہے تو اللہ نے یکایک انہیں عذاب میں مبتلا کردیا جس کا انہیں گمان تک نہ تھا
- ان بستیوں میں جہاں انبیاء بھیجے گئے اگر ایمان لاتے تو ان پر برکتیں ہوتیں لیکن تکذیب نافرمانی اور معصیت کے باعث وہ مبتلائے عذاب ہوئے
- نافرمان اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ رات اور نیند کی غفلت میں ان پر عذاب نازل ہو جائے گا
- یا دن کے وقت جب وہ کھیل کود لہو و لعب میں غافل رہے تو عذاب الٰہی انہیں آ پکڑے
- کیا سرکش کفار اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خبر ہوگئے صرف تباہ ہونے والے ہی غافل ہوتے ہیں اور نڈر ہوتے ہیں سعادت مند بے خوف نہیں ہوتے وہ اطاعت بھی کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ
وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ○ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ
وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۚ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ
يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ○ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا
أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ○ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ○

کیا یہ (حقیقت) واضح نہ ہوئی ان لوگوں پر جو وارث بنے زمین کے اس کے اصلی مالکوں (کی تباہی) کے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو سزا دیں انھیں ان کے گناہوں کی وجہ سے اور مہر لگا دیں ان کے دلوں پر تاکہ وہ کچھ سن ہی نہ سکیں ✯ یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان کی کچھ خبریں۔ اور بے شک آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ اور نہ ہوا یہ کہ ایمان لاتے اس پر جس کو جھٹلا چکے تھے اس سے پہلے اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر ✯ اور نہ پایا ہم نے ان کی اکثریت کو عہد کا پابند اور ضرور پایا ان میں سے بہتوں کو حکم عدولی کرنے والا ✯ پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انھوں نے انکار کر دیا ان کا سو دیکھو کیسا انجام ہوا فساد برپا کرنے والوں کا ✯ (۷/۱۰۰ تا ۱۰۳ ت: ض)

ع ۹
الاعراف

۱۰۰۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جانتے ہو کہ پہلے کے لوگوں کو ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا تھا اور اب یہ وارث زمین بنے ہیں اور زمین پر انھیں بسا دیا گیا ہے لیکن کیا یہ بات اب بھی ان پر واضح نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو انھیں بھی عذاب میں مبتلا کر دیں۔ ان کافروں نے اپنے سے پہلے لوگوں کی سیرت اختیار کر رکھی ہے انھیں کے سے اعمال کر رہے ہیں اور خدا سے سرکش بنے ہوئے ہیں۔ اس سرکشی کی سزا میں ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر وہ کسی اچھی بات کو نہ سن سکیں نہ سمجھ سکیں۔ (ابن کثیر)

۱۰۱۔ "ان بستیوں کے کچھ کچھ واقعات ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے پھر جس بات کو پہلی بار انھوں نے جھوٹا کہہ دیا (پیغمبروں کی آمد سے قبل) اس پر ایمان لانے والے نہ ہوئے اللہ اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔" تلک القریٰ (سے مراد گزشتہ اقوام کی بستیاں قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوطؑ اور قوم شعیبؑ کی بستیاں ✯ پیغمبروں کی بعثت سے پہلے جو توحید کی تکذیب کرتے تھے اس پر برابر قائم رہے ایمان نہ لائے یا یہ مطلب کہ پیغمبر جس شریعت اور رسالت کو لے کر ان کے پاس پہنچے انھوں نے اس کی تکذیب کی اور پھر اس

تکذیب پر ساری عمر قائم رہے پیغمبروں کی دعوت نے ان پر کوئی اثر نہ پیدا کیا نہ پیہم معجزات سے ان کی انکاری حالت بدلی۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اور سدی نے آیت کے مطلب کی توضیح اس طرح کی ہے کہ روزِ میثاق جو ان سے ایمان کا عہد لیا گیا تھا اور زبانوں سے انہوں نے اقرار کیا تھا مگر دلوں میں تکذیب پوشیدہ رکھی تھی تو پیغمبروں کی بعثت کے بعد بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے نہ ایمان لائے پس اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا جیسا بیان کیا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہلاک کئے جانے سے پہلے جس طرح انہوں نے تکذیب کی تھی اگر ہم ہلاکت کے بعد ان کو پھر زندہ کر دیتے تب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے

* جس طرح گزشتہ کافروں کے دلوں پر ہم نے مہر لگا دی تھی اسی طرح آپ کی قوم کے کافروں کے متعلق ہم نے لکھ دیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ لہٰذا تمام نشانیاں اور ڈراوے دیکھنے کے بعد بھی ان کے دل نرم نہیں پڑ رہے۔ (تفسیر مظہری)

101۔ انہوں نے اللہ کے عہد پورے نہ کئے ان پر جب کوئی مصیبت آتی تو عہد کرتے کہ یا رب تو اگر اس سے ہمیں نجات دے تو ہم ضرور ایمان لائیں گے پھر جب نجات پاتے عہد سے پھر جاتے (مدارک) (حاشیہ کنزالایمان)

102۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو خصوصی معجزات دے کر فرعون اور فرعونیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ان فرعونیوں نے بجائے ایمان لانے کے ان معجزات کا انکار کر دیا اپنے پر ظلم کیا تو تم خود ہی غور کرو کہ ان کا انجام اور ان مفسدین کا نتیجہ کیا ہوا۔ (اشرف التفاسیر)

معلوماتِ مزید: • ہر قوم کے نادان جو کبھی نشانیاں یعنی منکرین پر نازل شدہ عذابوں کو دیکھ کر بھی سبق نہیں سیکھتے اور اپنے انکار و معصیت پر قائم رہتے ہیں اسی طرح مکہ کے مشرکین بھی واقعتاً "کم فہم" تھے کہ گزشتہ قوموں کی تاریخ سے عبرت حاصل کرتے کہ محض نافرمانیوں، انکار اور تکذیب کے سبب ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

• بلاشبہ ہر نبی و ہادی و پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو اللہ کی نافرمانی سے روکا، شرک و کفر کے وبال سے ڈرایا، عذابِ الٰہی سے خوف دلایا لیکن قوم کے ناعاقبت اندیشوں نے پیغمبروں کی نہ تو تصدیق کی اور نہ ان کی باتوں کو مانا نتیجہ میں سخت عذابوں میں مبتلا کر دیے گئے اور ہلاکت ان کا مقدر بن گئی پھر ان کے بعد آنے والی قوموں نے بھی تکذیب کی راہ اپنائی اور انجام کار تباہ و برباد اور ہلاک ہو گئیں۔

• نافرمانوں اور تکذیب کرنے والوں کو عہد کا پختہ نہیں پایا جاتا بلکہ ایسے لوگ دکھ اور سکھ کے وقت اللہ تعالیٰ کے تمام کئے ہوئے وعدوں کو توڑ دیتے ہیں بلکہ جب انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اس سے نجات پائی تو ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جائیں گے لیکن آرام آنے پر پھر اسی طرح کافر رہتے ہیں۔

• اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا لیکن فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا ان کی نافرمانی کی اور سخت عذاب میں مبتلا ہوئے غور کیجیے کہ مفسدین کا کیسا برا انجام ہوا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ أَقُولَ
عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝
قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ ۝ فَأَلْقَىٰ
عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ۝

* اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے فرعون! میں پروردگار عالم کی طرف سے پیغمبر (ہو کر آیا) ہوں *
قائم ہوں اس پر کہ میں کوئی بات اللہ پر گڑھ کر نہ کہوں البتہ حق ہی (کہوں گا) میں تمہارے
پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلا نشان لے کر آیا ہوں سو تو میرے ساتھ بنی اسرائیل
کو جانے دے * (فرعون) بولا اگر تم کوئی نشان لے کر آئے ہو تو اسے پیش کرو اگر تم (اپنے
دعویٰ میں) سچے ہو * اس پر (موسیٰ علیہ السلام نے) اپنا عصا ڈال دیا سو وہ دفعتہً ایک
صاف اژدہا بن گیا * اور (موسیٰ علیہ السلام نے) اپنا ہاتھ باہر نکالا سو وہ دیکھنے والوں کے
روبرو یک بیک خوب روشن تھا۔ الاعراف ۹ (۷/۱۰۴ تا ۱۰۸ * ت: م)

۱۰۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مناظرہ ہوتا ہے۔ فرعون کے دربار میں اور اس کی قوم قبطیوں
کے سامنے آیات بینات کا اظہار ہوتا ہے اور دلائل و حجت پیش کئے جاتے ہیں کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے رسول ہوں۔ اس نے بھیجا ہے جو ہر
شے کا خالق اور مالک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۰۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میرے لئے یہی زیبا ہے کہ بجز سچ کے اللہ کی طرف کوئی بات
منسوب نہ کروں میں تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لے کر آیا ہوں
لہٰذا بنی اسرائیل کو (چھوڑ دے اور) میرے ساتھ (ارض مقدسہ کو) چلے جانے کے لئے آزاد کر دے
وہ ان کے اسلاف کا اصلی وطن ہے۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو گویا قید بنا رکھا تھا اینٹیں بنانے،
اٹھانے اور مٹی ڈھونے اور اسی طرح کے سخت محنت کرنے کے کام ان سے لیتا تھا یہ خدمتِ جبریہ تھی (مظہری)

۱۰۶۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اگر تم کوئی نشانی اپنے دعویٰ کے سچے ہونے کی لائے ہو
تو پیش کرو کہ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو (جلالین)

* مشرکوں کی سمجھ میں بجائے عقلی دلائل اور نظم و نظامِ کائنات اور شہادتِ ضمیر و وجدان
کے مادی معجزات ہی زیادہ آسانی سے آجاتے ہیں اور وہ فرمائشیں ہمیشہ مادی معجزہ و خرقِ عادت
ہی کی سب سے بڑھ کر کرتے رہتے ہیں (ماجدی)

۱۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک

بڑا اژدہا بن گیا زرد رنگ منہ کھولے ہوئے زمین سے ایک میل اونچا اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور ایک جبڑا اس نے زمین پر رکھا اور ایک قصر شاہی کی دیوار پر۔ پھر اس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون اپنے تخت سے کود کر بھاگا۔ جب اژدہا لوگوں کی طرف مڑا اور اپنا رخ لوگوں کی طرف کیا تو ایسی بھاگڑ پڑی کہ ہزاروں آدمی آپس میں کچل کر مر گئے فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا اے موسیٰ (علیہ السلام) تمہیں اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس کو پکڑو میں تم پر ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجے دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اٹھا لیا تو حسب سابق عصا تھا (صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

۱۰۸۔ مروی ہے کہ جب فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دکھایا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مرض کی وجہ سے آپ کا ہاتھ ہے؟ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اپنے گریبان میں ڈالا اور باہر نکالا تو ایسا نورانی تھا کہ اس کے نور کی شعاع سے سورج بے نور ہو گیا * اس عجیب منظر کو دیکھنے کے سبب بڑا اجتماع ہو گیا (روح البیان)

معلومات مزید • اہل لغت نے فرعون کو تفرعن سے مشتق کیا ہے جس کے معنی متکبر کے ہیں لیکن درحقیقت لفظ فرعون فروہ سے لیا گیا جس کے معنی لغت قدیم مصر میں شہنشاہ اعظم کے ہیں عربوں نے معرب کر کے فرعون بنایا اور اس کی جمع فراعنہ بنائی (بحوالہ فتح المنان) فرعون کسی بادشاہ کا نام نہیں بلکہ شاہان مصر کا لقب ہے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے تھے جو مصر میں حام بن نوح کی نسل سے تھے۔

• بنی اسرائیل فلسطین سے آ کر مصر میں آباد ہو گئے تھے یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کا واقعہ ہے۔ بعد میں مصر والوں نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا تھا اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مانگ کی تھی کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے تاکہ وہ اپنے آبائی وطن میں واپس جا کر آباد ہو سکیں۔

• جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی حقیقت کا اظہار فرمایا یعنی رب العلمین کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں کہا تو فرعون کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور اس نے جو بزعم خود دعویدار خدائی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نشانی مانگی

• جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کو زمین پر ڈال دیا تو فوراً وہ ایک پیلے رنگ کے اژدہا میں بدل گئی جس کے دو بڑے بال تھے سر پر کلغی تھی اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا جس کے دونوں جبڑوں کے درمیان کا فاصلہ اسی گز تھا وہ جب فرعون کی طرف بڑھا تو مارے ڈر کے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور اسے اسہال شروع ہو گئے اژدہے نے جب لوگوں پر حملہ کیا تو لوگ بھاگتے ہوئے گر گئے اور کئی لوگ کچلے گئے فرعون اپنے گھر میں گھس کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ بھیجنے کا وعدہ کیا جب حضرت موسیٰ نے اژدہا پکڑا تو وہ حسب سابق عصا بن گیا

• حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ والے تھے لیکن جب آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ روشن تھا یہ منظر نہ صرف فرعون کے لئے بلکہ رعایا کے لئے بھی نہایت تعجب خیز تھا اسی لئے اس معجزہ کو دیکھنے کے لئے بے پناہ بھیڑ ہو گئی

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ أَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
أَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝
يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا
نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى إِمَّآ
أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ أَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوْٓا
أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى أَنْ
أَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

قوم فرعون والے سردار بولے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے ★ تمہیں تمہارے ملک سے نکالا (نکالنا) چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے ★ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرا اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے ★ کہ ہر علم والے جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ★ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر ہم غالب آئیں ★ بولا ہاں اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے ★ بولے اے موسیٰ (علیہ السلام) یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہو جائیں ★ کہا تمہیں ڈالو جب انہوں نے ڈالا لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے ★ اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا ★ تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا ۔ الاعراف ۹ (۷/ ۱۰۹ تا ۱۱۸ ★ ت:ک)

۱۰۹۔ (جب فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں کا اژدہے کے خوف سے باہر آنے کے بعد ملنا ہوا یعنی فرعون نے اپنے ارکان سلطنت کو اکٹھا کیا تو) قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا یہ تو بڑا ہی ماہر ساحر معلوم ہوتا ہے ۔ (وہ سوچ بچار کرنے لگے کہ) اب اس بارے میں کیا کیا جائے ۔ ان کے نور کو بجھانے، ان کی بات کو دبانے ... کے لئے کیا تدبیر کی جائے ۔ انہیں اس بات کا اندیشہ ہو گیا کہ لوگ ان (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے معتقد ہو کر ان کی طرف مائل ہو جائیں گے اور جس سے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کا غلبہ ہو جائے گا ۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۱۰۔ ... فرعون کی قوم کے لوگوں نے بھی بطور مشورہ فرعون سے یہ کہا اور فرعون نے بھی کہ یہ جادوگر چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری زمین سے نکالے سو تمہاری کیا رائے ہے اور کیا حکم کرتے ہو (جلالین)

۱۱۱۔ آخر میں بالاتفاق سب کا مشورہ ہو گیا اور سب نے فرعون سے کہا اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے دو یعنی موسیٰ پر نہ ایمان لانے میں جلدی کرو اور نہ ان کو قتل کرنے میں عجلت سے کام لو (ابھی کچھ مدت ڈھیلی رہنے دو) تاکہ حقیقت اظہار ہو جائے صعید علاقہ مصر کی بستیوں میں کچھ سیانے ہیں

اور سرکاری آدمیوں کو بھیج دو (اس علاقہ میں بڑے بڑے جادوگر رہتے تھے) (مظہری)

۱۱۲۔ (حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے چیلنج کو سر دست ٹال کر اس دوران) ماہرینِ فن جادوگروں کو اکٹھا کر لیا جائے (بحوالہ ماجدی)

۱۱۳۔ وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے جب کہ ان کے ہاں جمع کرنے والوں نے انہیں بلا یا۔ انہوں نے اپنے غلبہ پر یقین کرتے ہوئے کہا "بے شک ہمارے لئے بڑا انعام ہوگا اگر ہم غالب ہو گئے" یعنی اس وقت ہم ہی غلبہ پائیں گے اور (انہیں) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلبہ پانے کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ (بحوالہ روح البیان)

۱۱۴۔ فرعون نے کہا: ضرور (انعام) ملے گا اور تم سب میرے مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے (بحوالہ ترجمان القرآن)

۱۱۵۔ (ان ساحروں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ! خواہ آپ ڈالئے اور یا ہم ہی ڈالیں؟) جادوگروں نے یہ اختیار اپنے آپ پر کامل مکمل اعتماد کرنے کی وجہ سے دیا۔ انہیں پورا یقین تھا کہ ہمارے جادو کے مقابلے میں موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جسے وہ ایک کرتب سمجھتے تھے، کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اگر موسیٰ علیہ السلام کو پہلے اپنے کرتب دکھانے کا موقع دے بھی دیا تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا، ہم ان کے کرتب کا توڑ بہرصورت کر سکتے ہیں (حاشیہ مصری)

۱۱۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت فراخ دلی سے فرمایا کہ پہلے تم ہی اپنی چیزیں پھینکو۔ پھر کیا تھا انہوں نے یہ چیزیں میدان میں پھینکیں تو سارے فرعونیوں اور تماشائیوں کی نظر بندی کر دی، سب کو ہیبت ناک چھوٹے بڑے سانپ بنا کر دکھایا۔ سب کو ڈرا دیا، بڑا بھاری جادو کیا کہ میلوں مربع والا میدان سانپوں سے بھر دیا، معلوم ہوتا تھا کہ سانپوں کا سمندر لہریں مار رہا ہے۔ (اشرف التفاسیر)

۱۱۷۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک عظیم الشان اژدہا بن گیا۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہ اجتماع اسکندریہ میں ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اژدہے کی دم سمندر کے پار پہنچ گئی تھی وہ جادوگروں کی سحر کاریوں کو ایک ایک کر کے نگل گیا اور تمام رسے و لٹھے جو انہوں نے جمع کئے تھے جو تین سو اونٹ کا بار تھے سب کا خاتمہ کر دیا جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دستِ مبارک میں لیا تو پہلے کی طرح عصا ہو گیا اور اس کا حجم اور وزن اپنے حال پر رہا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ عصائے موسیٰ سحر نہیں اور طاقت بشری ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتی ضرور یہ امر سماوی ہے۔ (حاشیہ کنزالایمان)

۱۱۸۔ (جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ رونما ہوا تو) آن واحد میں فرعونیوں کا سارا بنا بنایا کھیل ختم ہو کر رہ گیا مجمع عام میں حق کا بول بالا ہوا اور باطل کو شرمناک شکست ہوئی اور فرعونیوں کی جادوگری کی عظمت و سطوت کا پردہ چاک ہو گیا (ضیاء القرآن)

معلوماتِ مزید: • فرعون کی قوم کے امراء کا آپس میں یہ کہنا تھا کہ حضرت موسیٰ بہت بڑے علم اور مہارت رکھنے والے ساحر ہیں

- جن کا ارادہ ہے کہ اپنے علم و مہارت سحر سے سب کو زیر غلبہ پا کر تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کر دیں
- لہٰذا یہ ہرکاروں کو مصر کی آبادیوں میں بھیجنا طے ہوا
- تاکہ وہ فن جادوگری میں مہارت رکھنے والوں کو جمع کر کے لے آئیں
- جادوگر جمع ہوئے اور اپنی کامیابی کے اعتماد کے زیر اثر بڑے انعام و صلہ کے بارے میں کہا
- فرعون نے شاہی قرب کی نوید سنائی
- جادوگروں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو بے حد مرعوب ہوئے اور ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا کہ کیا آپ پہلے مظاہرہ کمال فرمائیں گے یا ہم پہلے اظہارِ فن ساحری کریں۔ وہ نادان اپنی دانست اور فرعونیوں کے کہنے کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر ہی سمجھ بیٹھے تھے اور آپ کے معجزہ کو محض کمال فن ساحری گمان کرتے تھے۔ الغرض اپنی کامیابی کا یقین تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مقابلہ کے لئے آئے ہوئے جادوگروں ہی کو موقع دیا کہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کریں۔ مقاتل کا بیان ہے کہ فرعون کی موجودگی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے بڑے جادوگر سے کہا اگر میں غالب آجاؤں تو کیا تم ایمان لے آئے گا۔ جادوگر نے جواب دیا میں ایسا جادو پیش کروں گا کہ کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا لیکن اگر آپ غالب آگئے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔
- فرعونی جادوگروں نے رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں اور لوگوں کی آنکھوں کو جادو کے اثر میں لے لیا اور انہیں ڈرا دیا۔ یعنی لوگوں کو جادوگروں کی چیزیں سانپ نظر آنے لگیں اور وہ خوفزدہ ہو گئے
- حکم الٰہی ہوا کہ اے موسیٰ تم اپنا عصا زمین پر ڈالو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعمیل ارشاد میں اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ اژدہے میں بدل گیا اور آناً فاناً سارے میدان میں بکھری ہوئی اشیاء جو لوگوں کو سانپ نظر آ رہی تھیں یکے بعد دیگرے نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰؑ نے اسے پکڑا تو وہ اژدہا پہلے کی طرح لکڑی ہو گیا
- حق کی فتح ہوئی حق ظاہر ہو گیا۔ باطل کو شکست ہوئی

فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا
آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِ
قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا
مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم
مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝
وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ
عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ۝

سو وہ (فرعون اور اس کا دربار) یہاں پر مات کھا گئے اور ذلیل ہو کر الٹے پھر گئے * اور جادوگر سجدے میں گر (گئے) کر * کہنے لگے کہ ہم رب العلمین پر ایمان لے آئے * جو موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کا رب ہے * فرعون نے کہا میرے حکم سے پہلے ہی (تم) اس پر ایمان لے آئے یہ تو تمہارا ایک بڑا مکر ہے جس کو تم نے (اس) شہر میں آکر گانٹھا ہے تاکہ تو تم (بنی اسرائیل) کو شہر سے نکال کر لے جاؤ سو تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے * کہ میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور پھر تم سب کو سولی دے دیتا ہوں * وہ بولے کہ ہم کو تو اپنے رب تعالیٰ کے پاس پھر (پلٹ) کر جانا ہے * اور تو ہم سے اس کا بدلہ لیتا ہے کہ ہم اپنے رب تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان لے آئے جب کہ وہ ہمارے پاس آگئیں - اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہم کو مسلمان کرکے موت دے۔ (۷/۱۱۹تا۱۲۶ * ت: ح) ۹/پ

الاعراف

۱۱۹۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جو زمین پر پڑنے کے بعد اژدھے کی صورت اختیار کر لیا تھا ان کے جادوگروں کی ڈالی ہوئی تمام چیزوں کو جو لوگوں کو سانپ نظر آرہی تھیں سب کو نگل لیا تو) یہ دیکھ کر ان جادوگروں نے جان لیا کہ یہ جادو نہیں کوئی آسمانی امر ہے خدا کا کام ہے (تفسیر ابن کثیر)

۱۲۰۔ (فرعون اور اس کی قوم اس جگہ مغلوب ہو گئی اور ذلیل ہوئی) اور جادوگر سجدے میں گر گئے (جلالین)

۱۲۱۔ (اور ساحر سجدہ میں بے اختیار گر پڑے) کہنے لگے ہم رب العلمین پر ایمان لائے (بحوالہ مظہری)
(کنز الایمان)

۱۲۲۔ (رب العلمین) جو رب ہے موسیٰ و ہارون کا

۱۲۳۔ فرعون نے جادوگروں پر انکار کرکے جھڑک دے کر کہا قبل اس کے کہ میں اجازت دیتا یعنی میری اجازت کے بغیر تم نے ایمان کیوں قبول کیا۔ (اگرچہ یہ ناممکن تھا کہ وہ فرعون العین ایمان باللہ کی اجازت دیتا) جو کچھ تم نے کیا ہے (تم نے معجزہ پا کر اور مضبوط دلیل دیکھ کر ایمان قبول کیا ہے غلط اور حال کے تقاضا کے خلاف ہے) البتہ یوں کہا جائے کہ یہ ایک حیلہ (ہی تو) ہے

(کہ) تم نے موسیٰ علیہ السلام سے (بات چیت) کر لی ہوگی۔ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جادوگروں
کے سرداروں سے مناظرہ سے پہلے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہارے اوپر غالب ہو گیا تو تمہیں
(اور تمہارے ساتھیوں کو) مجھ پر ایمان لانا پڑے گا اور میرے لائے ہوئے پیغامات الٰہی کو ماننا ہوگا
انھوں نے کہا کہ اگر آپ غلبہ پا گئے تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ ان کی گفتگو کو فرعون
سن رہا تھا اس لیے اس نے جھوٹ کہتے ہوئے یہی کہا۔ تاکہ تم مصر کے شہریوں کو مصر سے
نکال کر تم اور بنی اسرائیل اس کے مالک بن جاؤ۔ پس عنقریب تم اپنے کیے کا انجام دیکھ لو گے۔ (بحوالہ روح البیان)

۱۲۴۔ داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں (کاٹ دینا) ایسی سزائیں جو سب
ہیں۔ قدیم حکومتوں میں وحشیانہ اور اذیت ناک نہیں، شائستہ اور عام سمجھی جاتی تھیں * سولی کی سزا
قدیم قوموں، خصوصاً قدیم مصریوں میں عام تھی۔ (ماجدی)

۱۲۵۔ (ایمان لا چکنے کے بعد ساحروں نے) باطل کے چیلنج کو خوشی قبول کر لیا۔ بر ملا مجمع عام میں فرعون
کے منہ پر اس کی دھمکی کا بڑی بے پروائی اور بے نیازی سے جواب دے کر اس کو اور سیخ پا کر دیا۔ (بحوالہ ضیاء القرآن)

۱۲۶۔ (جادوگر فرعون کی دھمکی سن چکے تھے) تیرے پاس سے چھوٹ کر ہم اپنے رب کی رحمت کی طرف
جا رہے ہیں) یہ کہہ کر وہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ مولیٰ! اب تو ہم
پر صبر برسا دے جس سے ہم نہا کر پاک صاف ہو جائیں اور ہم کو ایمان و اپنی اطاعت پر موت نصیب فرما (بحوالہ ضیاء القرآن)

مفہومات مزید:

- فرعون اور اس کے درباریوں کو جادوگروں پر بڑا ناز تھا لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے معجزہ کے باعث ان کے سارے جادو بے اثر ہو گئے تو ان کو بدترین شکست ہوئی وہ مغلوب ہو گئے تو بڑی ذلت اور
رسوائی کو ساتھ لیے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو انھوں نے من جانب حق تعالیٰ مان لیا اس واقعہ نے انھیں بے اختیار سجدہ میں گرا دیا
- سجدہ میں گر کر انھوں نے گویا اپنے کفر سے توبہ کی اور رب العالمین پر صدق دل سے ایمان لانے کا اقرار کیا۔
- رب العالمین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا بھی رب ہے
- سارا واقعہ فرعون کے لیے حیران کن تھا لہٰذا اس نے اپنی شکست و ذلت سے جھلا کر جادوگروں سے کہا کہ میری اجازت کے بغیر
موسیٰ پر ایمان کیسے لائے۔ دراصل یہ تم سب کا منصوبہ تھا کہ اس طرح تم یہاں کے باسیوں کو نکال لے جاؤ۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا
- ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پیر کاٹ کر تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا
- ہمیں بہرحال اپنے رب کے پاس جانا ہے۔ جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کو نظر کرتے ہوئے برجستہ کہا
- ایمان لانے والے ساحروں نے کہا کہ اے فرعون تم تو اس بات کا انتقام لے رہا ہے کہ ہم نے رب العالمین کے احکام
پر صدق دل سے ایمان لایا پھر انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر جاری فرما اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ
وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝
قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ
بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

اور کہا قوم فرعون کے سرداروں نے (اے فرعون!) کیا تو (یوں ہی) چھوڑے رکھے گا موسیٰ (علیہ السلام) کو اور اس کی قوم کو تاکہ فساد برپا کرتے رہیں اس ملک میں اور چھوڑے رہے موسیٰ (علیہ السلام) تجھے اور تیرے خداؤں کو۔ اس نے (برافروختہ ہو کر) کہا (ہرگز نہیں بلکہ) ہم تہہ تیغ کر دیں گے ان کے لڑکوں کو اور زندہ چھوڑ دیں گے ان کی عورتوں کو۔ اور ہم بے شک ان پر غالب ہیں ✱ فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو (اس آزمائش میں) مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر و استقامت سے کام لو۔ بلا شبہ زمین اللہ ہی کی ہے وارث بناتا ہے جسے چاہتا ہے اپنے بندوں سے۔ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے (مخصوص) ہے ✱ قوم موسیٰؑ نے کہا ہم تو ستائے گئے اس سے پہلے بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس اور اس کے بعد بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس۔ آپ نے کہا عنقریب تمہارا رب ہلاک کر دے گا تمہارے دشمن کو اور (ان کا) جانشین بنا دے گا تمہیں زمین میں پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو

پ ۹
الاعراف (ص : ت ✱ ۱۲۷/۷ تا ۱۲۹)

۱۲۷۔ فرعون اور اس کی جماعت کے باہمی مشوروں کی خبر دی جا رہی ہے کہ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ان لوگوں کے دلوں میں کیسا کینہ تھا۔ فرعون سے اس کے مقربین کہہ رہے ہیں کہ کیا آپ موسیٰ (علیہ السلام) کو یونہی چھوڑ دیں گے کہ وہ دنیا میں فساد مچاتے پھریں اور اہل ملک کو فتنہ میں ڈالیں اور ان میں اپنے اللہ (معبود حقیقی) کی تبلیغ کریں۔ (یہ کیسی عجیب بات ہے کہ یہ لوگ تو دوسروں کو موسیٰ (علیہ السلام) اور مومنین کی فساد انگیزی سے ڈرا رہے ہیں حالانکہ یہی لوگ مفسد ہیں الغرض آپ اپنی خبر لیں) دراں حالیکہ الغرض آپ کی (اطاعت) اور آپ کے خداؤں کی عبادت چھوڑ دی ہے ✱ (بعض مفسرین نے کہا کہ) فرعون بھی پوشیدہ طور پر ایک بت کی پرستش کرتا تھا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے گلے میں ایک مورتی لٹکی رہتی تھی کہ اس کو سجدہ کرتا تھا اسی بنا پر حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جب کسی خوبصورت گائے کو پاتے تھے تو فرعون انہیں حکم دیتا تھا کہ

BR6

اس کی پرستش کریں۔ اسی لئے سامری نے ایک گوسالہ بنایا تھا جس کے اندر سے آواز نکلتی تھی۔ غرض یہ کہ فرعون نے اپنے اہلِ دربار کی درخواست منظور کر لی اور کہا کہ ان کی نسل کو قطع کرنے کے لئے ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا کریں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے۔ اس قسم کا یہ دوسرا ظلم تھا۔۔۔ جب کہ بنی اسرائیل کو ذلیل کرنا اور ان پر غالب آنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عزت دی اور فرعون کو ذلیل کیا اور اس کو اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا (تفسیر ابن کثیر)

۱۲۸۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ "اللہ سے گڑ گڑا کر مدد کی دعا کرو اور اس پر بھروسہ رکھو۔ فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے جو دکھ اور اذیت تم کو پہنچ رہی ہے اس پر صبر کرو۔ یہ سب کچھ اللہ کے ارادے، مشیت اور امتحان کے زیرِ اثر ہو رہا ہے * سارا ملک اللہ کا ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے کوئی کافر ہو یا مسلم سب کو وہی دیتا ہے اس پر اعتراض کرنا درست نہیں * نیکیوں کا لازوال ثواب اور دوامی سعادت اور جنت متقیوں کے لئے ہے۔ سزا دار آخرت کی طلب کرو جو لازوال ہے اور دنیوی مصائب پر صبر کرو جو فنا پذیر ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۱۲۹۔ بنی اسرائیل نے کہا۔ فرعون سے ہم ایذا دیئے گئے آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے دعوے سے پہلے کا وہ وقت مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ایام تھے، اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی۔ اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ فرعون نے نہ صرف انھیں دھمکی دی بلکہ عمل کر کے دکھلائے گا کیونکہ انھیں یقین تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی عداوت میں اس طرح کے ظلم و ستم اور عذاب کرتا رہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل فرعون کی دھمکی سے سخت مضطرب ہیں تو آپ نے انھیں صراحۃً تسلی سے نوازا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو تباہ و برباد کر دے گا یعنی تمہارا وہ دشمن جس نے سابق میں تمہارے ساتھ ظلم و ستم کئے اور اب اس کی دھمکیاں دیتا ہے اس کے ہلاک و برباد ہونے کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ اور تمہیں زمینِ مصر اور بیت المقدس کا جانشین بنا دے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ نیک یا بد تاکہ تمہیں تمہارے عمل کے مطابق جزا و سزا دے یعنی تم ہی سے ظاہر ہو جائے کہ شکر کون کرتا ہے اور کفرانِ نعمت کون۔ (روح البیان)

معلومات مزید: فرعون کی قوم کے سردار اور دربار کے امراء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اثر و نفوذ کو دیکھ کر فرعون کو مجبور کرنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام آ گئے اور آپ کے معبودان (باطل) کے خلاف کام کئے جا رہے ہیں اور اس سے ملک کے حالات تبدیل ہو رہے ہیں کیونکہ آپ کی (حقیقی) خدائی اور حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا فرعون طیش میں آ گیا اور بنی اسرائیل کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا کہ جو اس نے پہلے بھی کیا تھا

یعنی بنی اسرائیل کو ختم کرنے کے لئے لڑکوں کو قتل کر دینے اور لڑکیوں کو باقی رکھنے کا منصوبہ بنایا گیا ۔

- اللہ سے مدد چاہو اور مصائب پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہی ہدایت بنی اسرائیل کو تھی اور آپ نے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ زمین کا اور ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اقتدار عطا فرما دے یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے یہ بات اپنی جگہ کامل سچ ہے کہ حسن انجام پرہیزگاروں کا ہی ہے
- بنی اسرائیل نے فرعون کے سابقہ ظلم و ستم اور پیش آئندہ مظالم کے بارے میں بیان کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ڈرو نہیں عنقریب تمہارا رب تعالیٰ تمہارے دشمن کو سخت عذاب میں مبتلا فرما کر ہلاک کر دے گا اور ذلت دے گا اس کے بعد تمہیں اس کی جگہ اقتدار بخشے گا مگر حکمران بن کر تم غفلت نہ کرنا بلکہ تمہارے اعمال اور احوال ملاحظہ فرمائے گا لہٰذا تمہیں حق تعالیٰ کا فرمانبردار رہنا

وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ فَإِذَا
جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن
مَّعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَقَالُوا مَهْمَا
تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ
الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا
وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝

اور ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی میں اور پھلوں (کی پیداوار) کی کمی میں دھر پکڑا تا کہ وہ تنبیہ حاصل کریں * لیکن جب ان پر خوش حالی آتی تو کہتے یہ تو ہمارے لئے ہونی ہے، اور اگر انھیں بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان میں سے اکثر (اتنی موٹی بات بھی) نہ جانتے * اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ تم کیسا ہی نشان ہمارے سامنے لاؤ جس سے ہم کو مسحور کرنا چاہو، ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں * پھر ہم نے ان پر بلا نازل کی ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) جدا جدا نشان تھے مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی (عادی) مجرم (الاعراف ۷/۱۳۰ تا ۱۳۳ * ت: م ک)

۱۳۰۔ ہم نے آل فرعون کو قحط میں مبتلا کر کے آزمایا جایا۔ ان کی کھیتوں میں غلہ نہیں ہوا دودھ والے جانور بھی دودھ کم دینے لگے درخت خرما میں ایک ہی کھجور لگتی تھی تا کہ وہ کچھ عبرت حاصل کریں (ابن کثیر)

۱۳۱۔ سو جب ان کو ارزانی اور فراخی پہنچتی ہے تو ناشکری کر کے کہتے ہیں کہ ہم اسی کے مستحق ہیں ہم پر ارزانی اور فراخی آنی ہی چاہیئے اور اگر خشک سالی یعنی قحط اور مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ہمراہیوں ایمان لانے والوں کی (شومی) شمار کرتے ہیں آگاہ ہو ان پر یہ (مصیبت) اللہ کی طرف سے آتی ان کے برے اعمال کے سبب اس (مصیبت) کو جو اللہ کے پاس لکھے ہوئے ہیں وہی ان پر مصائب بھیجتا ہے ان کے افعال بد کی سزا میں لیکن اکثر آدمی یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ جو کچھ مصیبت وغیرہ آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے (جلالین)

۱۳۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات عصا مبارک اور قحط سالی اور نقص ثمرات کو فرعون اور اس کی برادری نے جب دیکھا تو کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) تم جو بھی ہمارے پاس لاؤ گے تا کہ تم اس کے ذریعے ہماری آنکھوں پر سحر کر کے انھیں مسحور کر دیں (بیہقی) بہرحال ہم تمہاری نبوت کی تصدیق نہیں کریں گے اور نہ ہی تم پر ایمان لائیں گے (روح البیان)

۱۳۳۔ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کے کیڑے اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے " * آیتٍ مُّفَصَّلٰتٍ " واضح نشانیاں جن کے عذاب الٰہی ہونے میں کسی عقل مند کو شبہ نہیں

ہو سکتا تھا یا مُفَصَّلَاتٍ سے مراد ہے الگ الگ کچھ کچھ فصل سے۔ ابن ابی حاتم اور سعید بن جبیر نے کہا ہر دو معجزات کے درمیان ایک ماہ کی مدت ہوتی تھی۔ ابن المنذر نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہر نوع کا عذاب سنیچر سے سنیچر تک ایک ہفتہ رہتا تھا پھر ایک مہینہ تک نہ اٹھا لیا جاتا (پھر دوسرا عذاب آتا تھا) یہ بھی روایت ہے کہ جادوگروں کے مغلوب ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے اندر بیس برس تک رہے اور کچھ کچھ وقفہ کے بعد معجزہ دکھاتے رہے۔ (تفسیر مظہری)

معجزاتِ مزید:

- قحط، اناج کی کمی، پھلوں کا پیدا نہ ہونا یا کم پیدا ہونا دراصل ابتلاء و آزمائش کی نشانیاں ہیں تاکہ بے راہ روی اور گمراہی، سرکشی، عصیان اور نافرمانیوں پر متنبہ ہو جائیں توبہ کرلیں نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں۔ فرعون اور اس کی قوم کو انہی بلاؤں میں پکڑا گیا تاکہ نصیحت پکڑیں۔

- نافرمان، ضدی اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کا یہ قدیمی انداز ہے کہ ہمیشہ کامیابی، فراوانی و خوشحالی کو خود سے اور ابتلاء و پریشانیوں کو دوسروں کے سبب بتایا کرتے ہیں چنانچہ فرعون اور اس کے ہمنواؤں کا بھی یہ طریقہ رہا کہ جب غلہ اور میوہ جات کی فراوانی ہوتی تو اسے اپنے سبب بتاتے اور جب قحط سالی، اناج اور پھلوں کی کمی و نقصان ہوتا تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کے باعث قرار دیتے۔ حالانکہ کافروں، منکروں، سرکشوں اور نافرمانوں کو جو کچھ نقصان و زیاں پہنچتا ہے ان کے انکار، اعمالِ بد اور نافرمانی کے سبب عذاب و قہر کی صورت میں ہوا کرتا ہے لیکن یہ نادان اس حقیقت کو نہیں سمجھا کرتے۔

- فرعون اور اس کی قوم کے سردار سخت ضدی، منکر اور سرکش تھے ان لوگوں نے اللہ کے نبی کے معجزات کو بھی اپنے تئیں شعبدے اور جادو سمجھ رکھا تھا اسی بنا پر انہوں نے کہا تھا کہ کیسی ہی بات ہمارے سامنے لا کر اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ ماننے کے نہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت تسلیم کرتے تھے اور نہ ان پر ایمان لانے کے۔

- وقتاً فوقتاً فرعون کی قوم پر جو عذاب آئے ان میں طوفان، ٹڈی دل، قمل، مینڈک اور خون کا ذکر ہو رہا ہے۔ طوفان وجہ کثرتِ بارش سیلاب کا آنا۔ چند اہل علم کے نزدیک طوفان بمعنی موت ہے جیسا کہ حضرت مجاہد اور عطا سے منقول ہے۔ ارباب لغت ہر مہلک چیز کو طوفان کہتے ہیں۔ ٹڈی دل سے فصلوں کی تباہی ہوئی تو قمل نے کھیتوں کو تلف کر دیا کہ قمل کھیتوں کو نگلنے والے گھن کو کہا جاتا ہے قمل کے ایک معنی جوں اور پسو بھی ہیں جو جسمانی اذیت رسانی کا سبب بنتے ہیں۔ مینڈکوں کی کثرت نے فرعونیوں کی زندگی اجیرن کر دی تو ایک عذاب پانی کا خون بن جانا تھا کہ وہ نافرمان جب پینے کا پانی جمع کر کے برتنوں میں رکھتے تو وہ خون بن جایا کرتا تھا۔ یہ سب کی سب واضح نشانیاں تھیں پھر بھی فرعونی تکبر ہی کرتے رہے اس کا سبب وہ تمام لوگ دائمی اور پیشہ ور مجرم تھے۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِينَ ۝ وَأَوْرَثْنَا
الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۚ وَدَمَّرْنَا مَا
كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ۝

اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے بے شک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے * پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے * تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے بے خبر تھے * اور ہم نے اس قوم کو جو دبا لی گئی تھی اس زمین کے پورب پچھم کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون کی قوم بناتی اور جو چنائیاں (محل مکان) اٹھاتے تھے الاعراف پ۹ (۷/۱۳۴ تا ۱۳۷) * ت: ک

۱۳۴۔ حضرت سعید بن جبیر کے نزدیک رجز سے مراد طاعون ہے پانچ آیات کے ظہور کے بعد یہ چھٹی آیت عذاب تھی جس سے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے اور باہم دفن کرتے کرتے ان کو شام ہو گئی صحیحین اور ترمذی و نسائی نے حضرت اسامہ بن زید کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل پر اور تم سے پہلی قوموں پر بھیجا تھا اس لئے اگر کسی جگہ طاعون ہو تو خود وہاں نہ جاؤ اور اگر وہاں پیدا ہو جائے جہاں تم ہو تو وہاں سے مت بھاگو * فرعون اور اس کے ساتھیوں نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) ہماری درخواست بحق نبوت قبول کیجئے یا ہم اس عہد کی قسم کھاتے ہیں جو اللہ نے آپ سے کیا ہے کہ اگر آپ عذاب دور کرا دیں گے تو ہم ایمان لے آئیں گے اور ہم ملک شام کو آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیں گے (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۳۵۔ سو جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی دعا سے ان (فرعونیوں) سے عذاب دور کیا ایک مدت تک کہ وہ اس مدت کو پہنچنے والے ہی تھے تو ناگاہ وہ اپنے عہد اور اقرار کو توڑنے لگے اور کفر پر مصر رہے۔ (جلالین)

۱۳۶۔ قوم فرعون کو باوجودیکہ متواتر نشانیاں بتائی گئیں اور یکے بعد دیگرے انہیں کئی عذاب دیے گئے

لیکن ان کی سرکشی دور نہ ہوئی تو انہیں دریا میں ڈبو دیا گیا جس میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے راستہ بنا دیا گیا وہ اس میں اتر پڑے اور اس کو پار کر گئے بنی اسرائیل بھی ان کے ساتھ تھے پھر فرعون اور اس کا لشکر بھی ان کے تعاقب میں ان کے پیچھے اترا ۔ جب وہ بیچ دریا میں پہنچے تو پانی مل گیا اور وہ ڈوب گئے ۔ یہ آیات الٰہی کی تکذیب کرنے اور اس سے غفلت برتنے کا نتیجہ تھا ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۷ ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے فرعونیوں کو غرق کرنے کے بعد اس زمین مصر کا بادشاہ اس قوم کو بنا دیا جسے فرعونیوں نے عرصہ تک دبا رکھا ۔ اپنا غلام بنا رکھا پھر یہ بھی خیال رہا کہ ہم نے انہیں یہ زمین مشرقوں مغربوں کے ساتھ اس کے سارے اطراف و جوانب عطا فرما دیئے جس میں ہم نے برکتیں دے رکھی تھیں کہ اسے فرعونیوں نے خوب آباد، سرسبز و شاداب بنا رکھا تھا اور تیرے رب کا وعدہ خیر جو بنی اسرائیل سے اچھا وعدہ فرمایا تھا وہ ان کے صبر و برداشت و تحمل کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعونیوں کی عمارات ان کے باغات، باغوں کے انتظامات سارے کے سارے تباہ و برباد کر دیئے کہ ان کا دیکھنے بھالنے والا رہا نہ وہ قائم رہے نہ فرعون رہا نہ اس کا ظلم (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید:

- فرعون اور اس کی قوم نے جب اپنی آنکھوں سے مختلف قسم کے عذاب دیکھے اور ان سے مسلسل نقصان جان و مال اٹھاتے رہے تو آخرکار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہایت لجاجت و الحاح سے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ بحق نبوت اپنے رب سے عرض کر کے اور دعا کر کے ہماری مصیبتوں کو ٹال دیں اور عذاب کو موقوف کرا دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ رخصت کر دیں گے
- ہر فرد اور ہر گروہ یا قوم اپنے اچھے یا برے اعمال جو وہ کیا کرتے ہیں اس کے باعث کسی نتیجہ خیز منزل کی طرف بڑھتے رہتے ہیں جسے یہاں اجل سے تعبیر فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان فرعونیوں سے عذاب کو موقوف فرما دیا ایک خاص اور مقرر زمانے تک کہ المختصر اس خاص وقت تک پہنچنا تھا ۔ اچانک فرعونیوں نے اپنے عہد توڑنے شروع کر دیئے اور اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے ۔
- اپنی بد عہدیوں، انحراف، کفر و عصیان کا فرعونیوں کو خمیازہ بھگتنا پڑا ان سے ان کے اعمال بد کا بدلہ دریا میں غرق کر دیئے جانے کی صورت میں لیا گیا ۔ اس لئے ہوا کہ وہ علانیہ آیات الٰہیہ کو جھٹلاتے تھے اور ان سے قطعی غفلت برتا کرتے تھے
- اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو غرق دریا کر دیا اور کمزور و ناتواں بنی اسرائیل کو ان کا جانشین اور ان کی مملکت کا حاکم بنا دیا ۔ ارض سے یہاں مصر و شام مراد ہیں جو زمین کی زرخیزی، باغوں کی نباتات اور وافر پانی کے سبب منفرد اور زراعت و خوشحالی کے باعث ممتاز تھے ۔ یہ عطا وہی بنی اسرائیل کے لئے ان کے صبر کا انعام تھا جو انہیں سرفراز ہوا ۔ فرعون کے اور اس کے امراء کے بنائے ہوئے تمام بلند مکانات و قصور و عمارات برباد ہو گئے ۔ ان کی ہر تدبیر اکارت ہو گئی ۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَّعْكُفُونَ عَلَىٰٓ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوا
يٰمُوسَى اجْعَل لَّنَآ إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝
إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ
أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ وَإِذْ أَنْجَيْنٰكُم مِّنْ
آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ
نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝

اور بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے پار کر دیا تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے کہ جو اپنے بتوں کے گرد جمے بیٹھے تھے (بنی اسرائیل نے) کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جیسے کہ ان کے لئے معبود ہیں (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا تم بڑی جاہل قوم ہو * یہ لوگ (بت پرست) جس دین میں ہیں وہ خود غلط ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بھی سب باطل ہے * (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اسی نے تو تم کو جہان پر بزرگی دی ہے * اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو فرعون والوں سے بچا دیا جو تم کو بری طرح کا عذاب دیتے (اور) تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ الاعراف ۹ (۷/۱۳۸ تا ۱۴۱ * ت: ح)

۱۳۸۔ بنی اسرائیل کے جاہل لوگوں کا مطالبہ بیان ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب دریا کو پار کر لیا اور اللہ کی یہ عظیم نشانی وہ دیکھ چکے تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو بتوں کو لئے بیٹھی تھی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وہ کنعانی تھے یا قبیلہ لخم کے تھے (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے ایک خدا بنا دو جیسے کہ ان لوگوں کے خدا ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو خدا کی عظمت کو بھول بیٹھے ہو۔" (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۹۔ بے شک یہ لوگ (یعنی مشرک بت پرست) جس کی عبادت کرتے ہیں وہ فنا ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں لغو اور باطل ہے (جلالین)

۱۴۰۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور زجر و تعجب کہا کیا میں تمہارے لئے کوئی دوسرا معبود طلب کروں حالانکہ اللہ ہی نے تم کو (تمہارے زمانہ میں) سب لوگوں پر برتری عطا فرمائی ہے۔" یعنی تم کو ایسی نعمتوں سے نوازا ہے کہ اس زمانہ میں کسی کو ایسا نہیں نوازا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول میں تنبیہ ہے کہ تم نے اللہ کی ان نعمتوں کا جو اس نے صرف تم کو عطا فرمائیں اور بغیر استحقاق کے محض اپنے کرم سے عطا فرمائیں یہ بدلہ دیا کہ اللہ کی ذلیل مخلوق کو استحقاق معبودیت میں اللہ سے جا ملایا

حالانکہ اس کی کوئی شکل نہیں۔ حضرت واقد لیثی کا بیان ہے کہ ایک بار حنین کی جانب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے راستہ میں ہمارا گزر سدرہ کی طرف سے ہوا جاہلیت کے زمانہ میں کفار اپنے اسلحہ سدرہ (درخت بیر) سے لٹکا کر گرداگرد طواف کرتے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جیسی کافروں کے لئے ذات انواط والی (بیری) معبود ہے ہمارے لئے بھی آپ کوئی ذات انواط (درخت بیر جس پر اسلحہ لٹکائے جاتے ہوں) مقرر فرما دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "اللہ اکبر" یہ قول تو ایسا ہی ہے جیسا بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ تم لوگ یقیناً پہلوں کے راستہ پر چلو گے۔ (رواہ البغوی) (تفسیر مظہری)

۱۴۱۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے اسرائیلیو! تم ہمارا یہ احسان بھی یاد کرو کہ تم فرعونیوں کے ہاتھوں گرفتار تھے وہ تم کو طرح طرح کے عذاب دیتے تھے حتیٰ کہ تمہارے چھوٹے بچوں کو تمہارے سامنے ذبح کرتے تھے تمہاری بچیوں کو زندہ چھوڑتے تھے تاکہ وہ جوان ہو کر ان کی خدمت گار بنیں ہم نے تم کو ان سے نجات دی اس میں تمہاری آزمائش تھی کہ دیکھیں تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو یا نہیں۔ تم پر لازم ہے کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرو تم بجائے شکر کے الٹی نافرمانی کرتے ہو اور اس قدر جلد بت پرستی کی کوشش کرتے ہو (احسن التفاسیر)

مفہومات مزید: • اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا اور وہ بحر احمر کے شمالی حصہ سے چل کر جزیرہ نمائے سینا میں داخل ہوئے اس طرح کہ وہ جنوب کی طرف بڑھ رہے تھے یہاں ان کا ایک قوم کو دیکھا جس کے متعلق محققین نے کہا کہ یا تو یہ لوگ کنعانی تھے یا قبیلہ لخم سے تھے وہ لوگ بتوں کے اطراف بیٹھے تھے بنی اسرائیل نے ان بت پرستوں کو دیکھ کر خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کے لئے بھی ایک معبود بنا دیں جس طرح کنعانی یا لخم والوں کے معبود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (خفگی ناراضگی اور برہمی) کے انداز میں قوم والوں پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بڑے جاہل انسان ہو

• یہ بے دین اور اصنام پرست جو کچھ بنائے بیٹھے ہیں وہ خود تباہ و برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں در حقیقت سب باطل ہے۔

• حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں۔ اے نادانو خدا وہ نہیں ہوتا جسے تلاش کر کے معبود بنا لیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا وہ موجود ہے اسی نے تم کو تمہارے زمانے کے لوگوں پر اپنے کرم سے بے طلب جیسی فضیلت عطا فرمائی لہٰذا اسی اللہ وحدہ کی عبادت کرو

• اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بنی اسرائیل احسانات کو یاد کرو میں نے تمہیں فرعونیوں سے بچایا اور ان کی ایذا رسانیوں سے محفوظ فرمایا کہ وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے بلاشبہ تم پر میرا بڑا احسان و کرم ہے

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ
اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ
وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ
رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى
الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ
دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا
اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ
وَبِكَلَامِيْ ڮ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس رات کا اور مکمل کیا اسے مزید دس راتوں سے سو پوری ہو گئی اس کے رب کی میعاد چالیس راتیں اور (طور پر جاتے وقت) کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا نائب رہنا میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کے راستہ پر * اور جب آئے موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان سے ان کے رب نے (تو اس وقت) عرض کی اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے، البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے۔ پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر پھر جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں * اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے سرفراز کیا ہے تمہیں تمام لوگوں پر اپنی پیغامبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا ہے تمہیں اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں سے * (ت: ص: ۷/ ۱۴۲ تا ۱۴۴) الاعراف پ ۹

۱۴۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دنوں روزہ رکھا تھا جب تیس دن تمام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مزید حکم دیا کہ چالیس دن کی تکمیل کریں اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ تیس دن ذیقعدہ کے اور دس دن ذوالحجہ کے تھے اس طرح عید کے دن تک چالیس دن کا تکملہ ہوا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ غرض یہ کہ جب میعاد پوری ہو گئی اور موسیٰ علیہ السلام طور کی طرف گئے جیسا کہ اللہ نے فرمایا "اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو دشمنوں سے نجات دی اور طور کی [illegible] سیدھی طرف بلایا تھا اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا اور حالات

کو بہتر بنا کر رکھنے کی وصیت کی تاکہ فساد پیدا نہ ہو۔ یہ بات بطور تنبیہ و تذکرہ کہی ورنہ حضرت
ہارون علیہ السلام خود نبی تھے اور وجاہت و جلالت والے نبی تھے (ابن کثیر)

۱۴۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو انہوں نے خیال فرمایا کہ جب اس کے کلام میں یہ لطف و لذت ہے تو اس کے دیدار میں کیسی فرحت کیسی لذت اور کیسا سرور ہوگا۔ نہایت شوق کی حالت میں عرض کر بیٹھے کہ مولیٰ مجھے اپنا جمال دکھا دے۔ رب نے فرمایا کہ اس وقت تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔ البتہ سامنے والا پہاڑ جو بہت مضبوط اور طاقتور ہے تم اس پر نظر کرو ہم اس پر تجلی ڈالتے ہیں اگر یہ پہاڑ تجلی پڑنے پر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو ہم تم کو بھی اپنا دیدار کرا دیں گے چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنی تجلی صفات میں سے ایک تجلی کی جھلک سی پہاڑ پر ڈالی وہاں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر تھی تو سماں یہ بندھا کہ ادھر تو پہاڑ پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب عرصہ کے بعد انہیں ہوش آیا تو ان کے مبارک دہن سے جو پہلا لفظ نکلا وہ یہ تھا کہ مولا تو دکھائی دینے سے پاک ہے بلکہ تو وہم و فکر کے احاطے سے وراء ہے میں پہلا مومن ہوں جس نے یہ نظارہ دیکھ کر یقین کیا کہ تو کسی کو دکھائی دینے سے پاک ہے اوروں کو اس کا یقین ہونا چاہیئے مجھے اس کا عین الیقین بلکہ حق الیقین حاصل ہو گیا۔ (بحوالہ قصص الانبیاء)

۱۴۴۔ یعنی میں نے اپنا پیغام ہدایت پہنچانے کے لئے آپ کو ہم عصروں میں سے چن لیا ہے اور آپ کو بلا واسطہ کلام کرنے کی عزت سے ممتاز فرمایا ہے جو نعمت دی جا رہی ہے اسے بصد شوق و مسرت قبول کرو اور اسی پر اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ "الناس" سے مراد صرف وہ قوم ہی ہے جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ (ضیاء القرآن)

مفہومات مزید: ● حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جامع ہدایات پر مبنی کتاب عطا فرمانے کا وعدہ ✶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور پر طلبی محض عطائے صحیفہ کے تحت ہوئی گو تیس رات کا ذکر تھا لیکن اس کے بعد مزید دس دن بڑھا کر چالیس راتوں کی میعاد مکمل ہوئی یعنی چالیس دن تک عبادات و ریاضت کی حالت ✶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو طور پر جاتے وقت اپنا قائم مقام بنایا ✶ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے مزاج و عادات سے بخوبی واقف تھے اسی بنا پر اپنے بھائی کو ہدایت فرمائی کہ میرے غیاب میں اگر قوم کچھ مفسدات برپا کریں تو آپ ان کا ساتھ نہ دیں

● اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا ✶ جمال حق کے دیدار کا اشتیاق ✶ حق تعالیٰ کا ارشاد کہ موسیٰؑ تم ہرگز مجھے دیکھ نہیں سکتے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر ظہور تجلی پر پہاڑ استوار رہ سکے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو ✶ ظہور تجلی صفت ربوبیت وہ بھی سوئی کے ناکے کے برابر ✶ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ جب بے ہوشی سے افاقہ پایا تو اللہ کی عظمت کا اقرار کیا اور کہا کہ
بغیر اجازت سوال کرنے کی جسارت سے تائب ہوتا ہوں* میں اس امت میں پہلا مومن ہوں *یعنی نبی
کا ایمان اپنی امت سے پہلے ہوتا ہے۔

● فرمان الٰہی کہ اے موسیٰ ہم نے تمہیں تمہارے دور کے لوگوں پر عزت و عظمت سے سرفراز کیا ہے اپنی
پیغمبری کے ساتھ و نیز اپنے کلام سے مشرف فرما کر تو اے موسیٰ ایسا جو کچھ تمہیں عطا کروں تم اسے
لے لو اور شکر گزاری کا فرض ادا کرتے رہو۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا
بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ۝
سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ وَإِن يَرَوْا
كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا
وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا
عَنْهَا غَافِلِينَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ
هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور ہم نے ان کو تختیوں پر ہر چیز لکھ دی نصیحت اور تفصیل ہر چیز سے متعلق تو ان کو قوت کے ساتھ
پکڑو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کے اچھے اچھے (احکام) کو لازم کریں عنقریب میں تم لوگوں
کو نافرمانوں کا مقام دکھادوں گا * میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیرا ہوا رکھوں گا جو روئے
زمین پر تکبر کرتے رہتے ہیں ناحق اور اگر یہ ساری نشانیاں (بھی) دیکھ لیں جب بھی ان پر ایمان نہ
لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اسے (اپنا) راستہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا
راستہ دیکھ پائیں تو اسے (اپنا) راستہ بنا لیں، یہ ساری (شامت) اس سبب سے
ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان کی طرف سے اپنے کو غافل رکھا *
اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تو ان کے اعمال اکارت
گئے۔ اور ان کو بدلہ اسی کا ملے گا جو کچھ کہ وہ کرتے رہتے ہیں۔ (۷/۱۴۵ تا ۱۴۷ * ت: م) پ ۹ الاعراف

۱۴۵۔ خبر دی جا رہی ہے کہ ان الواح (تختیاں) میں ہر بات کی نصیحت اور ہر حکم کی تفصیل موجود ہے
کہا جاتا ہے کہ یہ الواح جواہر کے تھے اللہ پاک نے اس میں مواعظ اور احکام تفصیل سے لکھ دیے
تھے اور ساتھ ہی حلال و حرام سمجھا دیا گیا تھا ان الواح میں تورات لکھی ہوئی تھی۔ اللہ پاک فرماتا ہے
کہ قرون اولیٰ کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں لوگوں کے لئے
بصیرت تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ الواح تورات لکھنے سے پہلے ہی دیے گئے تھے۔ قوت کے ساتھ
لو یعنی اطاعت کا عزم مصمم کر کے اور اپنی قوم کو بھی حکم کرو کہ اس پر اچھی طرح عمل کریں۔
موسیٰ علیہ السلام کے حکم کے ساتھ قوت کا لفظ ہے اور قوم کو حکم کے ساتھ احسن کا لفظ ہے
یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاکید ہے کہ سب سے پہلے تم اس پر سختی کے ساتھ عمل کرو اور تمہاری
قوم بھی احسن طریق سے عمل کرے۔ یعنی عنقریب تم میری مخالفت کرنے والوں اور میری اطاعت سے
سرتابی کرنے والوں کا انجام دیکھ لو گے کہ وہ کس طرح ہلاک اور برباد ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۴۶ ۔ اندھوں اور بہروں اور انفسی و آفاقی آیات پر غور کرنے اور ان سے عبرت اندوز ہونے سے پھیر دوں گا یا اپنی نازل کردہ آیات اور معجزات کو باطل کرنے اور نورِ الٰہی کو پھونکیں مار کر بجھانے سے روک دوں گا۔ مطلب یہ کہ اپنی آیات کا بول بالا کروں گا اور ان تکذیب کرنے والوں کو ہلاک کر دوں گا جیسے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ کافروں کو حق سے عناد ہے اس لئے ان کو ہدایت سے محروم رکھوں گا* اور قرآنی آیات کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے پھیر دوں گا* ان لوگوں کو جو ملک میں تکبر کرتے ہیں، میرے بندوں پر جبر کرتے ہیں اور میرے دوستوں سے لڑتے ہیں، باطل دین کی وجہ سے تکبر کرتے ہیں۔ بہر حال آیت کا حکم تمام کافروں کے لئے عام ہے* بعض علماء کے نزدیک آیاتی سے مراد ہیں وہ نو آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں "الذین" سے مراد ہیں خاص کفار (یعنی قبطی) اس وقت آیت کا حکم خاص ہوگا* یہ متکبر اگر دیکھ لیں ہر نازل شدہ آیت کو یا ہر معجزہ کو تو اس کو نہیں مانیں گے کیوں کہ ان کے دل میں عناد ہے یا اس وجہ سے کہ اندھی تقلید اور خواہش پرستی میں غرق ہونے کے سبب ان کی عقلیں تنگ ہو گئی ہیں یا عدمِ ایمان کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر گمراہی کا ٹھپہ لگا دیا ہے* اور اگر انبیاء اور علماء کی رہنمائی کی وجہ سے ہدایت کا راستہ ان کے سامنے آ بھی جائے تو چونکہ شقاوت ان پر غالب ہے اس لئے راہِ نیک کو اختیار نہیں کرتے اور اگر نفس یا شیطان ان کے دکھانے سے گمراہی کا راستہ دیکھ لیں۔ یہ آیات سے پھیر دینا اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری نازل کردہ آیات اور معجزات کو جھٹلایا اور کائنات سماوی و ارضی کو غور سے نہیں دیکھا اور ان آیات سے غافل رہے یعنی ان کو بھول گئے یا عناد کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ (تفسیر مظہری)

۱۴۷ ۔ یہ کافر خیال ہی رکھیں کہ جو ہماری آیتوں کا انکار کرے آخرت کا منکر ہو اس کی ساری نیکیاں برباد ہیں جس کی کوئی جزا نہیں ہے اور سارے گناہ برقرار ہیں کہ ان کو سزا ضرور ملے گی نیز ہم کسی کو بغیر گناہ سزا نہیں دیتے مومن کو چاہئے کہ رب تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • الواح پر نصیحت و ہدایت اور تمام چیزوں کی تفصیلات مندرج کر دی گئی ہیں لہٰذا ان پر اخلاص و استقامت کے ساتھ عمل ہو اور قوم کو بھی حکم دیا جائے کہ ان احکام و ہدایات پر اچھے طریقے پر عمل پیرا ہو جائیں۔ نافرمانوں کی حالت عنقریب ظاہر کر دی جائے گی اور ان کا انجام دکھا دیا جائے گا۔

• انکار و تکذیب کرنے والے مغرور و متکبر اور نافرمانوں کے مقدر میں ہدایت سے محرومی اور حق سے دوری ہوتی ہے وہ دلائل، معجزات سننے دیکھنے کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔ راہِ حق ظاہر ہونے کے باوجود اس کو اختیار نہیں کرتے گمراہی و تاریکی کا راستہ کو اپنا لیتے ہیں۔ ان کی یہ ساری نخوت اور بے راہ روی محض آیاتِ ربانی کی تکذیب کا وبال ہے

• سزا و عذاب بغیر کفر و معصیت کے نہیں ہوتے جو جیسا کرے گا اپنے کئے کا نتیجہ دیکھے گا۔ گناہ ہو تو سزا ہوگی

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا
يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِي
أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا
لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا
خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ
أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي
فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي
وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی بیجان کا دھڑ گائے
کی طرح آواز کرتا کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انھیں کچھ راہ بتاتا ہے
اسے لیا اور وہ ظالم تھے ★ اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم بہکے بولے اگر ہمارا رب
ہم پر مہر نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہم تباہ ہوئے ★ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف
پلٹا غصہ میں بھرا جھنجھلایا ہوا کہا تم نے کیا بری میری جانشینی کی میرے بعد کیا تم نے
اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی
طرف کھینچنے لگا کہا اے میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ
مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ ملا ★ عرض کی
اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر
لے لے اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا الاعراف پ۹ (۷/۱۴۸ تا ۱۵۱ ★ ت ک)

۱۴۸۔ بنی اسرائیل میں سے گمراہ لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی سامری نے ان زیورات سے جو قبطیوں
سے مستعار لئے گئے تھے ان کے سونے چاندی سے بچھڑے کا سا ایک مجسمہ بنایا اور اس کے پیٹ کے
اندر ایک مٹھی بھر وہ مٹی ڈال دی جو جبرئیل علیہ السلام کے قدموں تلے سے حاصل کر رکھی تھی چنانچہ
اس بچھڑے کے اندر سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسے گائے کی ہوتی ہے یہ سارا کھیل حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ہوا جب کہ آپ مناجات رب کی خاطر طور پر گئے ہوئے تھے
طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فتنہ سے آگاہ فرمادیا ★ آیت میں واضح فرمایا کہ وہ اتنی
سی بات کو نہیں سمجھتے کہ (وہ) آواز تو نکالتا ہے لیکن وہ تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دیتا
نہ تمہیں کوئی ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع چنانچہ اس آیت میں فرمایا کہ نہ وہ ان سے بات کرتا ہے نہ

نہ الٹی کوئی رہنمائی کر سکتا ہے۔ ان گوسالہ پرستوں کو سرزنش ہو رہی ہے کہ بچھڑے کو لے کر گمراہ ہو گئے
خالق السموات والارض کو بھول گئے اور ان کی آنکھوں پر جہل و گمراہی کے پردے پڑ گئے ہیں۔ (ابن کثیر)

۱۴۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر جب ان پر عتاب کیا تو ان کو پشیمانی ہوئی اور جان گئے کہ بچھڑے کو معبود بنا کر ہم گمراہ ہو گئے۔ اور توبہ کی اور کہا کہ ہمارا رب اگر ہماری توبہ قبول کر کے ہم پر رحم نہ فرمائے گا اور ہمارے قصور درگزر کر کے معاف نہ کرے گا تو ہم بڑے گھاٹے میں ہو جائیں گے (مظہری)

۱۵۰۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس لوٹے اپنی قوم کی طرف درانحالیکہ غضبناک اور غمزدہ تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد تم نے بہت برا کیا یعنی میرے کوہ طور پر چلے جانے اور میری عدم موجودگی میں تم نے بچھڑے کی پرستش کر کے بہت برا عمل کیا ہے۔ کیا تم نے اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے عجلت کی ہے یعنی تم نے اس کے حکم کو نامکمل سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں کہ جن میں تورات لکھی تھی اپنے ہاتھ سے نیچے ڈال دیں۔ اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو سر کے بالوں سے پکڑ لیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال تھا کہ ہارون علیہ السلام کو اپنی طرف غصہ سے کھینچتے تھے جو بطور عتاب تھا۔ ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) بے شک قوم نے مجھے عاجز سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے مار ڈالتے۔ پس میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کرو اور ایسا عمل نہ کیجئے کہ ان کی آرزوئیں پوری ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی چاہتے ہیں کہ میری اہانت ہو۔ دشمن کا شاد کام ہونا تمام اور مجھے قوم ظالمین سے نہ ملائیے (روح

۱۵۱۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے تمام صورتحال بیان کر دیا کہ میں نے کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مولیٰ مجھ کو بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہم دونوں کو اپنی خصوصی رحمتوں میں داخل فرما ہماری خطاؤں سے درگزر فرما تو سارے رحم والوں سے بڑھ کر رحم والا ہے ہم پر رحم کر تیری رحمت سے کوئی بے نیاز نہیں اور تیری رحمت کسی سے دور نہیں۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ● حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے فرعونیوں سے عاریتاً جو زیورات لئے تھے ان سے ایک بچھڑے کا مجسمہ ڈھالا اور اس کے شکم میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے ٹاپ کے نیچے کی مٹی ڈال دی۔ بچھڑا آواز کرنے لگا قوم والے اس کی پرستش کرنے لگے۔ حالانکہ نہ تو وہ بات ہی کر سکتا تھا اور نہ رہنمائی کر سکتا تھا اس کے باوجود قوم کے جاہلوں نے اسے لائق پرستش جانا اور ظالموں میں شامل ہو گئے

● جب حقیقت آشکارا ہوئی تو وہ بڑے نادم اور پشیمان ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے انہوں نے معذرت کیا کہ اگر فضل رب نہ ہو اور مغفرت نہ فرمائے کچھ نہیں ہو سکتا ہم خاسر تھے تو بڑے گئے **

● چونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس فتنہ کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا تھا اس وجہ سے وہ نہایت غضبناک اور غصے کے عالم میں واپس آئے اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام پر برہمی کا اظہار فرمایا۔ حضرت ہارون نے عرض کیا کہ یہ تمام قوم والوں کا سب میں نے روکا تھا پر وہ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے مجھ پر دشمنوں کے ہنسنے کا موقع نہ دیجئے اور نہ میرا شمار ان ظالموں میں کیجئے ● حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے اور اپنے بھائی کے لئے دعا کی کہ ہم دونوں کو بخش فرما اور رحمتوں میں داخل فرما

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَ
آمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى
الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ
يَرْهَبُونَ ۝ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ
أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) جنھوں نے بچھڑا بنایا ان پر تو الہی ان کے رب تعالیٰ کا غضب اور دنیا کی رسوائی آتی ہے اور ہم جھوٹ بنانے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں * اور جنہوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بے شک آپ کا رب تعالیٰ توبہ کے بعد معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہی ہے * اور جب کہ موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا تو تختیوں کو اٹھا لیا اور ان تختیوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت لکھی ہوئی تھی * اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر آدمی ہمارے وقت مقررہ کے لئے منتخب کئے سو جب ان کو زلزلہ نے آ لیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا
اے رب تعالیٰ! اگر تو چاہتا تو پہلے ہی سے ان کو اور مجھے ہلاک کر دیتا کیا آپ ہم کو اس فعل پر ہلاک کریں گے جو ہمارے احمقوں نے کیا ہے۔ یہ تو صرف تیری آزمائش ہے تو اس سے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے تو ہی ہمارا مالک ہے سو ہم کو معاف کردے اور ہم پر مہربانی کر اور تو ہی سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے

الاعراف پ۹ (۱۵۲/۷ تا ۱۵۵* ت:۲)

۱۵۲. گوسالہ پرستی کی سزا میں اللہ تعالیٰ کا جو غضب بنی اسرائیل پر نازل ہوا وہ یہ تھا کہ ان کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوئی جب تک بحکم خدا آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کر ڈالیں اور جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی توبہ قبول کرلی گئی وہ تو رب رحیم ہے لیکن گوسالہ پرستی کرنے والوں کو دنیا میں ذلت و خواری نصیب ہوئی اور یہ ذلت کہ ہر مفتری کو لگے گی قیامت تک اپنی ہے خدا کی طرف سے قیامت تک یہ سزا جھوٹ باندھنے والے اور افتراء کرنے والے کو ملتی رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

84R

١٥٣۔ اور وہ لوگ جو برائیاں کریں پھر اس سے تائب ہوں اور ان برائیوں کے ارتکاب کے بعد
اور ایمان لائیں یعنی خالص و مخلص ہو کر صحیح طور پر ایمان قبول کریں پھر ایمان صحیح کے تقاضا کے
مطابق عمل صالح میں مشغول ہو جائیں پھر برائیوں کا ارتکاب نہ کریں اور نہ ہی پہلے گروہوں
کی طرح برائیوں پر مصر ہوں بے شک تیرا رب ان کی سچی توبہ مع الایمان کے بعد ان کے گناہوں
کو بخشنے والا ہے خواہ کتنے بڑے اور زیادہ ہوں اور دینی و دنیوی طرح طرح کی رحمت عطا کرنے
میں بڑا رحیم ہے (روح البیان)

١٥٤۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا عذر معقول سن کر قدرۃً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش غضب
فرو ہو جاتا ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح یعنی تختیاں اٹھا لیں) لفظ قرآنی الواح سے
یعنی نفس تختیاں، نہ کہ ان کے ٹوٹے ٹکڑے۔ اس سے ضمناً یہ بھی نکل آیا کہ تختیاں سالم تھیں
ٹوٹی نہیں تھیں۔ اس نسخہ کے صفحات میں ہدایت سے بھرے تھے رحمت کی طرف لے جانے والے (بحوالہ ماجدی)

١٥٥۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ستر آدمیوں کو چن کر اپنے ساتھ باہر لاؤ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے ستر آدمیوں کو چنا اور سب کو لے کر بستی سے باہر آ کر دعا کی جس میں مل کر دعا کی
جس میں دعائے مغفرت یہ الفاظ بھی کہے تھے کہ اے اللہ ہم کو وہ چیز عطا فرما جو تو نے ہم سے پہلے کسی
کو نہ دی ہو نہ ہمارے بعد کسی کو دے۔ یہ ([illegible]) دعا اللہ نے رد کر دی اور ان کو بجلی نے
آ پکڑا۔ وہب نے کہا وہ رجفۃ موت نہ تھا (یعنی مرے نہیں) بلکہ منظر دیکھ کر ان پر
لرزہ طاری ہو گیا کپکپانے لگے، بے جان ہو گئے، بند بند ٹوٹنے لگا۔ حضرت ابن عباسؓ
نے فرمایا اَلرَّجْفَۃُ یعنی سخت زلزلہ جب کہ تو سامنے ہوتی ہے وہ لوگ سامری کے وقت
رکے اور کنارہ کش نہیں ہوئے تھے اس لیے سخت ہولناکی میں گرفتار ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان
کی حالت دیکھ کر رحم آیا اور اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مر نہ جائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے
نکل نہ جائیں یہ تمام لوگ ستر آدمیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مددگار تھے اطاعت گزار اور فرماں
بردار تھے ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام رو رہے تھے اور عرض کیا اے مالک اس منظر
کو دیکھنے (دکھانے) سے پہلے ہی اگر تو چاہتا تو ان سب کو اور مجھے مار ڈالتا مگر تو نے رحم کیا ان کو بچا لیا
اب تو ایک بار اور تو ان پر رحم فرمائے تو تیری معمولی رحمت سے بعید نہیں ان بے وقوفوں نے جو
طلب دیدار کی جرأت کی یا بچھڑے کی پوجا کی ان کی اس حرکت سے تو کیا سب کو ہلاک کر دے گا
سپرد نہ کیا۔ کلام استفہامی ہے مگر استفہام کی غرض طلب رحم ہے کیوں موسیٰ علیہ السلام واقف تھے کہ
اللہ بڑا منصف ہے بعض کے جرم سے سب کو ہلاک نہیں کرتا۔ نہیں ہے وہ مگر تیری طرف سے امتحان

تو یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یہ تیرا ہی امتحان ہے جس کی تو نے مجھے اطلاع پہلے ہی دی تھی کہ کچھ لوگوں کو تو نے گمراہی میں ڈال دیا ہے اور وہ فتنہ میں پڑ گئے اور کچھ کو ہدایت پر قائم رکھا اور محفوظ رکھا کہ وہ دین پر جمے رہے۔ تو جس کو گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے کہ اس کی مدد نہیں کرتا بے مدد چھوڑ دیتا ہے اور جس کی ہدایت چاہتا ہے اس کو ہدایت پر کر دیتا ہے (اور وہی اس کی مدد کرتا ہے) جس کی وجہ سے اس کا ایمان محفوظ ہو جاتا ہے۔ تو ہمارا مددگار و محافظ ہے۔ برائی کو معاف کر دیتا ہے اور اس کی جگہ بھلائی عطا کرتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

معلومات مزید:

- آیت شریفہ میں واضح کر دیا گیا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا عنقریب ان پر غضب الٰہی اور نزول عذاب کی وعید ہے، ساتھ ہی وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل بھی ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ان پر یہ عذاب آیا کہ گوسالہ پرستی کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں اور وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا ان کو عذاب میں مبتلا کیا اسی طرح اللہ پر جھوٹ باندھنے والے اور شرک کرنے والے سزا و عذاب کے مستحق تھے۔
- توبہ کا لغوی معنیٰ ہے رجوع۔ اگر اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو عذاب سے بچا کر اسے مغفرت و رحمت سے نوازا۔ اگر اس کی نسبت بندے کی طرف ہو تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے رجوع کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت طلب کی
- نسخہ یعنی اصل الواح جن پر توراۃ لکھی تھی جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ دور ہونے کے بعد اٹھا لیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سالم تھیں ٹوٹی نہ تھیں۔ اس میں اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایات تھیں اور تمام پیام رحمت بھی۔ ان سے اہل سعادت بہرہ مند ہوتے ہیں منکرین محروم
- گوسالہ پرستی پر جب بنی اسرائیل نے پشیمانی اور اللہ سے طلب مغفرت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی اور حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تو حکم ہوا کہ ستر آدمی منتخب کر کے لاؤ تا کہ وہ تمام قوم کی طرف سے عفو طلبی اور توبہ کریں جب تعمیل کی گئی تو بادل نے سب کو چھپا لیا وہ ستر شخص سجدہ ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے شرف کلام پایا تب قوم نے دیدار الٰہی پر اصرار کیا اسی وقت زلزلہ کے جھٹکے آئے بجلی کی کڑک سے بے ہوش ہو گئے * حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بارگاہ خداوند قدوس میں عرض و مقصد * اللہ مالک و قادر ہے * ہر بات اس کے اختیار میں ہے * اللہ تعالیٰ کارساز حقیقی اور عفو فرمانے والا، رحم کرنے والا اور سب سے بڑا بخشنے والا ہے